قسط - 5

نوجوان نسل کی بے راہروی اور اس کا علاج

محمود اسماعیل السلمانی

5۔ **غرور و تکبر**: یہ دراصل شیطان کی صفت ہے۔ جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو ابلیس نے غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا: ﴿ فسجدوا إلا إبليس لم يكن من الساجدين ۞ قال ما منعك الا تسجد إذ أمرتك قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين ۞﴾ (الأعراف: ۱۱۔۱۲) ''پس حکم کی تعمیل میں تمام فرشتوں نے سجدہ کیا صرف ابلیس رہ گیا، وہ سجدہ کرنے والا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم کو کس چیز نے روکا کہ سجدہ نہ کرو، جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا؟ ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے۔'' ابلیس کے اس تکبرانہ قول کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے ملعون ہوگیا۔

﴿ قال فاهبط منها فما يكون لك أن تتكبر فيها فاخرج إنك من الصاغرين ۞﴾ (الأعراف: ۱۳) ''تو اس سے اتر جا، تمہیں یہاں (جنت میں، یا اتنے مرتبے میں) رہ کر غرور و تکبر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا تو یہاں سے نکل جا، کیونکہ تم ذلیلوں میں سے ہو۔''

تکبر اور غرور دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھنے، اپنے آپ کو بالاتر سمجھنے اور اپنی انانیت پر اترانے کی ایک ذلت آمیز صفت ہے۔ یہ بری صفت عام طور پر درج ذیل چیزوں میں دیکھی جاسکتی ہے:

ا۔ **علم میں**: انسان اپنے علم پر ناز کرتا ہے اور کثرت معرفت پر اسے غرور آتا ہے، ایسا انسان بعض اوقات اپنے سے بڑے عالم کو عزت کے بجائے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہیں سے اس کی ہلاکت اور بربادی شروع ہوجاتی ہے۔ اس کا یہ گھمنڈ اسی کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے اور اس کے علم و عرفان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے، آہستہ آہستہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے گرنے لگتا ہے۔ قیامت میں اس کی سزا الگ ہے۔

۲۔ **مال و دولت میں**: بہت سے لوگ مال کی فراوانی پر فخر کرتے ہیں اور اسے امتحانِ الٰہی نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فضول خرچی اور بے جا تصرف کا ارتکاب کرتے ہیں، حق راستوں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ ہر اس راہ میں مال نچھاور کرتے ہیں جو حرام ہو، ایسے لوگوں کی اولاد بھی باپ کی دولت لوٹنے میں پس و پیش نہیں کرتی، دولت کے غرور و گھمنڈ کی وجہ

سے پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتی ۔نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ﴿ و تلک الأیام نداولها بین الناس ﴾ (آل عمران/ ١٤٠) کے مطابق ایسے لوگ آہستہ آہستہ بھکاری یا چور، ڈاکو بن جاتے ہیں ۔

نیز غرور و تکبر جسمانی قوت، عزت وشرف اور عبادت وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اس مہلک بیماری سے بچائے ۔

6۔ **سستی اور کمزوری:** دھوکہ دہی، ریاکاری اور غرور و تکبر کا نتیجہ ہے کہ طاقتور اور باعزت انسان سست، کمزور، بزدل اور بخیل بن جاتا ہے ۔کسی چیز میں اس کا دل نہیں لگتا، نہ نصیحت اس کے پلہ پڑتی ہے، نہ غیرت اسلامی اس کے دل میں اترتی ہے ۔ہر بُری چیز اس کو اچھی لگتی ہے اور ہر اچھی چیز اس کو بُری ۔

علاج: اولاد کو ابتدا ہی سے خیر و برکت کی تعلیم دینا، ادب و تمیز سکھانا لازمی ہے، کوئی بچہ اگر کمزوروں اور چھوٹوں کو بے جا مارتا ہے تو یہ ایک ظلم ہے، اس ظلم کی بُرائی کے بارے میں اس کو بتانا، اپنے بھائی بہنوں سے حسد کرتا ہے تو اس کی برائی کو بیان کرنا، کسی کو دھوکہ دیتا ہے تو اس کے گناہ سے آگاہ کرنا، بچے میں کبر و نخوت ہے تو تواضع کی تعلیم دینا، کسی کام میں سستی کرتا ہے تو اس کے نقصان سے مطلع کرنا ۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے ،قرآن وحدیث کی تعلیمات پر چلنے کی تلقین کرنا بہترین اور واحد علاج ہے ۔

بچوں میں جو بھی بری بات نظر آئے فوراً اس برائی سے بچے کو آگاہ کرنا چاہئے تاکہ بچہ دوبارہ اس غلطی کا ارتکاب نہ کرے ۔ذیل میں قرآن وحدیث سے ان بیماریوں کا تفصیلی علاج بتایا جاتا ہے، تاکہ والدین، سرپرست اور اساتذہ اپنی اولاد، ماتحتوں اور طلبہ کو ہر قسم کی روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھ سکیں:

ا۔ آپ کی آنکھوں کا تارا اگر بدخلق ہے تو اسے حسن خلق کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ خود اپنے اندر حسن خلق پیدا کریں، تاکہ بچوں میں یہ صفت راسخ ہو جائے ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ ادفع بالتی هی أحسن فإذا الذی بینک و بینه عداوة کأنه ولی حمیم ۝ ﴾ (فصلت: ٣٤) ''برائی کا بدلہ اچھائی سے دیا کر (ایسا کرے گا تو دیکھ لے گا) جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم سے تیرا دلسوز دوست بن جائے گا''۔یعنی کوئی بدخلقی سے پیش آئے تو اس سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ، کوئی گالی دے تو اسے دعا دو، کوئی ظلم کرے تو اس سے انصاف کرو، کوئی غصہ اور خفگی کا اظہار کرے تو اس پر صبر کرو ۔الغرض ہر برائی کا مقابلہ اچھائی سے کرو ۔(اشرف الحواشی: ٥٧٢)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ و سارعوا إلی مغفرة من ربکم و جنة عرضها

السمٰوات و الأرض أعدت للمتقين ۞ الذين ينفقون في السراء و الضراء و الكاظمين الغيظ و العافين عن الناس و الله يحب المحسنين ۞﴾ (آل عمران/١٣٣۔١٣٤) ''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی طرح ہے، یہ ان پرہیز گاروں کیلئے تیار ہوئی ہے جو فراخی اور تنگی دونوں حالتوں میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں (قدرت کے باوجود انتقام نہیں لیتے) اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

ان آیات میں جنت کے مستحق لوگوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ ان کی پہلی صفت خوشحالی اور تنگدستی ہر حالت میں اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا ہے اور رضائے الٰہی کے لئے مال صرف (خرچ) کرنے سے انہیں کوئی چیز غافل نہیں کرتی۔ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ غصہ سے مغلوب ہونے کے بجائے اس پر قابو پالیتے ہیں۔ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:{ ليس الشديد بالصرعة ، إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب} (رواه البخاري ٢٢٦٧/٥ حديث ٥٧٦٣، ومسلم ٢٠١٤/٤ حديث ٢٦٠٩) ''پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے''۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:{ البر حسن الخلق} (مسلم ١٩٨٠/٤ حديث ٢٥٥٣) ''حقیقت میں تمام نیک کام اچھے اخلاق میں شامل ہیں''۔ مزید ارشاد فرمایا:{ إن من أحبكم إلي و أقربكم مني مجلسا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا } (الترمذي ٣٧٠/٤ حديث ٢٠١٨، والبخاري في الأدب المفرد ١٠٤/١، ومسند أحمد ١٨٩/٢ حديث ٦٧٦٧) ''میرے نزدیک تم میں سب سے محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہی لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں''۔

٢۔ بچوں کو اپنے ساتھیوں سے لڑنے پر حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے انہیں برداشت اور عفو و درگزر کرنے کی تعلیم دیں۔ یہ بچے کے اندر حسن خلق کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب ۞﴾ (الزمر: ١٠) ''بے شک پورا پورا اور بے حساب اجر و ثواب تو ان کو ملے گا جو برداشت کرنے والے ہیں''۔

٣۔ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو شرم و حیاء کی تعلیم سے آراستہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:(الحياء شعبة

من الإيمان) (البخاری ۱/۱۴ حدیث ۹، والترمذی ۴/۳۷۶ حدیث ۲۰۲۷) ''شرم وحیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔'' اورفرمایا{ **الحیاء لایأتی إلا بخیر** }(البخاری ۵/۲۲۶۸ حدیث ۵۷۶۶، ومسلم ۱/۴۶ حدیث ۳۷) ''شرم وحیاء اچھی اور بھلی چیز ہی لاتا ہے'' ۔اورفرمایا: {**الحیاء خیر کلہ**} (البخاری ۵/۲۲۶۸ حدیث ۷۳) ''شرم وحیاء کامل ومکمل بھلائی ہے'' ۔اس تعلیم وتربیت سے نہ صرف ان میں بدگوئی اورفحش کاموں سے اجتناب اورحرام امور سے پرہیز کا جذبہ پیدا ہوگا، بلکہ وہ اپنے ساتھیوں کوبھی اس کی عملی تعلیم دے گا۔

۴۔ بچے میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ **وعلى الله فتوكلوا إن كنتم مؤمنين** ۞﴾(المائدة:۲۳)''اورتم صرف اللہ تعالیٰ پربھروسہ کرو، اگرتم مؤمن ہو''۔اورارشادفرمایا:﴿ **فإذا عزمت فتوكل على الله إن الله يحب المتوكلين** ۞﴾(آل عمران/۱۵۹)''جب بھی کسی کام کاعزم کروتو اللہ ہی پر بھروسہ کرکےاس کام کوبجالاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پربھروسہ کرنے والوں کودوست رکھتا ہے''۔

اس سے بچے کے اندر خوداعتمادی کی صفت پیدا ہوتی ہےاورکٹھن سے کٹھن مراحل کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پرعمل کاخوگر بن جاتا ہے:﴿**الذين قال لهم الناس إن الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم إيمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل** ۞﴾ (آل عمران/۱۷۳) ''(ایمان ویقین اورتوکل پر پلے ہوئے لوگ وہ ہیں) جب ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے مقابلہ کیلئے لوگوں نے بڑا لشکراورسامان حرب جمع کیا ہے، پس ان سے ڈرو، یہ سن کر(وہ ذرا بھی بودے نہ ہوئے)اوران کا ایمان اوربھی بڑھ گیا اوروہ کہنے لگے اللہ پاک ہمارے لئے کافی ہے، وہی بہترین کارساز ہے''۔

توکل کی افادیت نبی آخرالزمان سے سنئے،آپ ﷺ فرماتے ہیں:{ **لو أنكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يُرزق الطير تغدو خماصاً وتروح بطاناً**} (رواه الترمذی ۴/۵۷۴ حدیث ۲۳۴۴ وحسنه، ومسند أحمد ۱/۳۰ حدیث ۲۰۵) ''اگرتم صحیح معنوں میں اللہ پرتوکل کا حق ادا کرو،توتم کوبھی ایسا رزق دیا جائے گا جس طرح پرندے کورزق ملتا ہے،وہ صبح خالی پیٹ نکلتا ہےتو شام کو پیٹ بھرا واپس لوٹتا ہے''۔